# عیب جوئی کی قباحت و مذمت
## قرآن وسنت کی روشنی میں

مولانا عصمت اللہ نظامانی
متخصص علومِ حدیث، جامعہ

موجودہ دور میں دیکھا جارہا ہے کہ مسلمانوں میں آپس کے اختلافات، اور باہمی جھگڑے بڑھتے جارہے ہیں، خاندانوں میں پہلی سی اُلفت ومحبت کے بجائے فسادات جنم لے رہے ہیں، اور رشتہ داروں کے مابین لڑائیوں میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے، اگر ہم ان اسباب پر غور وفکر کریں جن کی وجہ سے یہ سماجی فساد اور معاشرہ کا بگاڑ پیدا ہوا ہے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس کی اہم وجہ دوسروں کی عیب جوئی ہے۔

دوسروں میں عیب نکالنا، غیروں کی کوتاہیوں کی ٹوہ میں رہنا، اوروں کی خامیاں تلاش کرنا، اور اپنی نظریں دیگر انسانوں کے نقص ڈھونڈنے میں لگانا ایک ایسی روحانی بیماری اور قبیح عادت ہے، جس کی وجہ سے انسان پر دوسروں کی خوبیاں اور اچھائیاں مخفی ہوجاتی ہیں، اور نادیدہ، بلکہ غیر موجود عیوب بھی نظر آنے لگتے ہیں، اور بالآخر یہ بری خصلت لڑائی جھگڑوں کا سبب بنتی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن پاک اور سنتِ طیبہ میں دوسروں کی عیب جوئی کرنے کی بڑی مذمت آئی ہے، اور سخت الفاظ میں اس سے روکا گیا ہے، لہٰذا قرآن وسنت کی روشنی میں عیب جوئی کی قباحت ومذمت کا ذکر کیا جارہا ہے، تاکہ ہم اس کے برے نتائج سے محفوظ رہیں۔

### عیب جوئی منافقوں کی خاصیت

دوسروں کی عیب جوئی کرنا، اپنی بصیرت وبصارت پر نفرت کا سیاہ چشمہ لگا کر لوگوں کے اچھے اعمال میں بھی خامیاں ڈھونڈنا، بھلائی سے صرفِ نظر کرکے کمی کوتاہیاں کرنا منافقوں کی خاصیت وعادت ہے، وہ اوروں کے نیک اعمال پر بھی نکتہ چینی اور طعن وتشنیع کا مشغلہ جاری رکھتے ہیں، چنانچہ سورۂ توبہ (آیت:79) میں ہے:

''اَلَّذِیۡنَ یَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ اِلَّا جُهۡدَهُمۡ''

ترجمہ: ''(یہ منافق وہی ہیں) جو خوشی سے صدقہ کرنے والے مومنوں کو بھی طعنے دیتے ہیں، اور ان لوگوں کو بھی جنہیں اپنی محنت (کی آمدنی) کے سوا کچھ میسر نہیں ہے۔''

## عیب نکالنے والے کے لیے بربادی

عیب نکالنا ایسی بری صفت ہے کہ ایسے شخص کے لیے بربادی وخرابی کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے، کیونکہ اس کی اس عادت کی وجہ سے لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد اور دلوں میں نفرت وعناد پیدا ہوتا ہے، اور ایک بیمار معاشرہ جنم لیتا ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَیۡلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ'' (الہمزۃ:1)

ترجمہ: ''وَیل یعنی بڑی خرابی ہے اس شخص کی جو پیٹھ پیچھے دوسروں پر عیب لگانے والا (اور) منہ پر طعنے دینے کا عادی ہو۔''

## دوسروں کے عیب پر نظر

انسان عموماً اپنے عیوب اور خامیوں کی طرف نظر نہیں کرتا، خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہوں، لیکن دوسرے انسان کا چھوٹا عیب بھی دکھائی دیتا ہے، اس حقیقت کو نبی کریم ﷺ نے مندرجہ ذیل الفاظ سے بیان کیا ہے:

''یبصر أحدکم القذاة في عین أخیه، و ینسی الجذع في عینه.''(1)

ترجمہ: ''تم میں سے بعض کو اپنے بھائی کی آنکھ میں موجود تنکا دکھائی دیتا ہے، لیکن اپنی آنکھ میں موجود شہتیر کو بھول جاتا ہے۔''

اس حدیث میں ایک اہم حقیقت سے آگاہ کیا گیا ہے کہ ہمیں چاہیے کہ دوسروں پر زیادہ نظر رکھنے کے بجائے سب سے پہلے اپنی اصلاح اور خود میں موجود خامیوں سے نجات حاصل کرنے کی فکر کی جائے، دوسرے مسلمان بھائیوں کے عیوب دیکھنے سے قبل اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ کہیں وہ عیوب ہم میں تو موجود نہیں۔

## عیب جوئی معاشرہ کے بگاڑ کا سبب

عیب گوئی ایسا گناہ ہے جس کے بداثرات صرف اس کا ارتکاب کرنے والے تک محدود نہیں رہتے، بلکہ دوسرے لوگ بھی اس کی نحوست سے متاثر ہوتے ہیں۔ دوسروں کی ٹوہ میں لگنا، نکتہ چینی اور عیب بیان کرنا معاشرہ کے بگاڑ میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ سنن ابوداود کی ایک روایت میں ہے:

''إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَّهُمْ اَوْ كِدْتَّ اَنْ تَفْسُدَهُمْ.''(2)

ترجمہ: ''بیشک اگر تم لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہو گے تو انہیں بگاڑ دو گے۔''

## شکل وصورت میں عیب نکالنا

شریعت میں ہر قسم کی عیب جوئی ممنوع ہے، خواہ زبان سے دوسروں کے عیوب بیان کیے جائیں، یا اشارہ، کنایہ اور کسی دوسرے طریقہ سے دوسروں کی شکل وصورت میں عیب نکالا جائے، یا ان کے جسم کے دیگر اعضاء میں، بہرصورت ناجائز ہے، اور عیب جوئی اتنی قبیح خصلت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنبیہ فرمائی؛ کیونکہ ان سے نادانستہ طور پر بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کے قدوقامت سے متعلق ایک طرح سے اظہارِ عیب کا ارتکاب ہو گیا تھا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''قلت للنبي صلى الله عليه وسلم: حسبك من صفية كذا وكذا قال غير مسدد تعنى قصيرة. فقال : '' لقد قلت كلمة لو مزجت بماء البحر لمزجته '' قالت: وحكيت له إنسانًا فقال: ما أحب أني حكيت إنسانًا وأن لي كذا وكذا .''(3)

ترجمہ: ''میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ کو صفیہ کا فلاں فلاں عیب کافی ہے۔ (راوی مسدد کے علاوہ دوسرے رواۃ نے کہا کہ ان کے کوتاہ قد کی طرف اشارہ کر رہی تھیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر کے پانی میں گھول دی جائے تو اسے بھی بگاڑ دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کے سامنے ایک شخص کی نقل اتاری تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے پسند نہیں ہے کہ کسی آدمی کی نقل اتاروں، اگرچہ مجھے ایسا کرنے پر اتنی اتنی دولت ملے۔''

اس حدیث مبارک سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ کسی کی خامی پر نظر رکھنا، اور کسی کے عیب بیان کرنا انتہائی بری حرکت ہے، اور جس طرح زبان سے عیب جوئی ممنوع ہے، اسی طرح دیگر اعضاء کے ذریعے بھی ممنوع ہے۔

## رنگ ونسل کی وجہ سے عیب لگانا

جس طرح دوسروں کے کاموں میں عیب نکالنا، ان کی ظاہری صورت، اعضاء وغیرہ میں خامیاں نکالنا جائز نہیں، اسی طرح رنگ ونسل کی وجہ سے عیب لگانا شرعاً ممنوع ہے، اور سخت قابلِ مؤاخذہ ہے، جس کا

اندازہ بخاری شریف کی درجِ ذیل حدیث سے لگایا جا سکتا ہے:

''عن المعرور بن سويد، قال: لقيت أبا ذر بالربذة، وعليه حلة، وعلى غلامه حلة، فسألته عن ذٰلك، فقال: إني سببت رجلًا فعيرته بأمه، فقال لي النبي صلى الله عليه وسلم: يا أبا ذر أعيرته بأمه؟ إنك امرؤ فيك جاهلية.''(4)

ترجمہ: ''حضرت معرور بن سوید کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مقامِ ربذہ پر ملا، اس حال میں کہ ان کے جسم پر ایک جوڑا تھا اور اسی قسم کا جوڑا ان کے غلام کے جسم پر بھی تھا۔ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ میں نے ایک آدمی کو برا بھلا کہا اور اسے اس کی ماں کی وجہ سے عیب لگایا، (جب یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو) حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا: اے ابوذر! کیا تم نے اس کو اس کی ماں کے ذریعے عار دلائی ہے؟ اقرار کرنے پر فرمایا: تم ایسے آدمی ہو کہ ابھی تک تم میں جاہلیت ہے۔''

اور ایک دوسری روایت میں وضاحت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ''یا ابن السوداء؟''(5) یعنی ''اے سیاہ عورت کے بیٹے!'' کہہ کر عار دلائی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے رنگ کو لے کر عیب جوئی کرنے اور عار دلانے کی سخت ممانعت ہے۔ بہرحال حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی جلیل القدر صحابیؓ تھے، چنانچہ انہوں نے اپنی غلطی کی تلافی کے لیے جو طریقہ اختیار کیا، اس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا:

''فألقى أبوذر نفسهٗ بالأرض، ثم وضع خدهٗ على التراب، وقال: والله لا أرفع خدي من التراب حتى يطأ بلال خدي بقدمه.''(6)

ترجمہ: ''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو زمین پر ڈالا، اور اپنا رخسار مٹی پر رکھا، اور کہا: اللہ کی قسم! میں اپنا چہرہ مٹی سے نہیں اٹھاؤں گا، یہاں تک کہ بلالؓ اپنے پاؤں سے میرا رخسار روندے۔''

سبحان اللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے اولو العزم اور اعلیٰ صفات و کردار کے مالک تھے، غلطی کا اِدراک ہوتے ہی اس کی تلافی کرتے، ہمیں بھی ان سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

## عیب گوئی پر وعید

عیب جوئی کی ایک بہت بڑی وعید یہ ہے کہ عیب گوئی کرنے والا مرنے سے پہلے خود بھی اس عیب

میں مبتلا ہوگا، جو اس نے لوگوں کے سامنے بیان کیا ہوگا، چاہے کتنا ہی اس سے بچنے کی کوشش کرے، لیکن پھر بھی دسرے مسلمان کو ایذا دینے اور اس کی عیب جوئی کرنے کا وبال بھگتے گا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''صعد رسول الله صلى الله عليه و سلم المنبر فنادى بصوت رفيع، فقال: يا معشر من قد أسلم بلسانهٖ ولم يفض الإيمان إلى قلبهٖ، لاتؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا عوراتهم، فإنهٗ من تتبع عورة أخيه المسلم تتبع الله عورتهٗ، ومن تتبع الله عورتهٗ يفضحهٗ ولو في جوف رحلة.''(7)

ترجمہ: ''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بلند آواز سے فرمایا: اے وہ لوگو! جو زبان سے اسلام لائے ہو، لیکن دل میں ایمان نہیں پہنچا، مسلمانوں کو اذیت مت دو، انہیں عار نہ دلاؤ، اور نہ ان میں عیوب تلاش کرو؛ کیونکہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے عیب کے پیچھے پڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اور اللہ تعالیٰ اگر کسی کے عیب کے پیچھے لگ جائے تو اس کو رسوا کر کے چھوڑے گا، خواہ وہ گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔''

## کھانے میں عیب نکالنا

عیب نکالنے کی قباحت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کسی انسان کے عیوب پر نظر رکھنا، اور لوگوں میں پھیلانا تو دور کی بات نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے کھانے کا عیب نکالنے سے بھی روکا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ما عاب النبي صلى الله عليه وسلم طعامًا قط، إن اشتهاه أكله وإلا تركه.''(10)

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ ﷺ کو کھانا پسند ہوتا تو تناول فرماتے، ورنہ (خاموشی سے) چھوڑ دیتے۔''

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ معاشرہ کے بگاڑ، آپس کے نزاعات، خاندانی جھگڑوں اور فتنہ وفساد کی جڑ عیب جوئی ہے، اس کے برے اثرات کی وجہ سے قرآن وسنت میں سختی سے عیب گوئی سے منع کیا گیا ہے، اور اس پر وعیدیں بیان کی گئی ہیں، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس بدخصلت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں، اور ایک صحت مند معاشرہ کی تخلیق کا سبب بنیں۔

# حواشی وحوالہ جات

1- صحيح ابن حبان، (13/ 73)، باب الغيبة، رقم الحديث: 5761، الناشر: مؤسسة الرسالة- بيروت، ط: 1408ھ- 1988م

2- سنن أبي داود، (4/ 423)، كتاب الأدب، باب في النهي عن التجسس، رقم الحديث: 4890، الناشر: دار الكتاب العربي، بيروت

3- سنن أبي داود، (4/ 420)، كتاب الأدب، باب في الغيبة، رقم الحديث: 4877

4- صحيح البخاري، (1/ 15)، كتاب الإيمان، باب المعاصي من أمر الجاهلية، رقم الحديث: 30

5- شعب الإيمان، (7/ 131)، باب حفظ اللسان، رقم الحديث: 4772، الناشر: مكتبة الرشد، الرياض

6- شرح صحيح البخاري لابن بطال، (1/ 88)، الناشر: مكتبة الرشد- الرياض، ط: 1423ھ- 2003م

7- سنن الترمذي، (4/ 378)، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في تعظيم المؤمن، رقم الحديث: 2032، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت

8- صحيح البخاري، (3/ 7)، أبواب العمرة، باب لا يطرق أهله إذا بلغ المدينة، رقم الحديث: 1801

9- صحيح البخاري، (7/ 39)، كتاب النكاح، باب طلب الولد، رقم الحديث: 5246

10- صحيح البخاري، (4/ 190)، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: 3563

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....